بساط
از قلم ہادیہ چوہدری

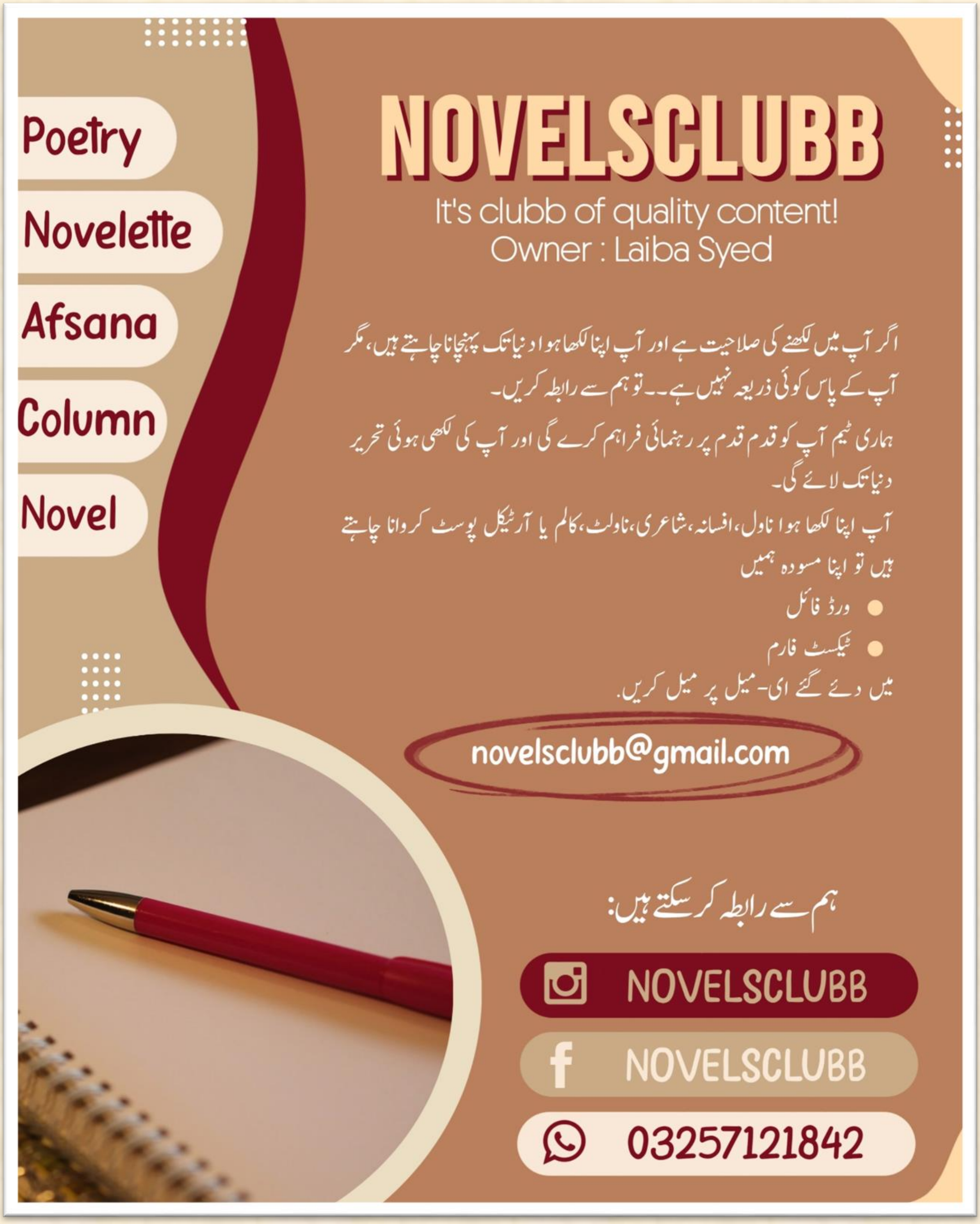
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

بساط

از قلم

ہادیہ چوہدری

ناول "بساط" کے تمام جملہ حق لکھاری "ہادیہ چوہدری" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

بساط

از قلم ہادیہ چوہدری

"بساطِ بچھ چکی ہے، مہرے سج چکے ہیں، انتظار ہے تو بس شہ مات کا۔"

رات کا دوسرا پہر کسی ناگ کی طرح پھن پھیلائے سارے عالم پر چھایا تھا کہ پر سکون و اندھیری رات میں کسی کی آواز نے ارتعاش پیدا کیا۔اس کے اٹھتے قدموں کی وجہ سے سوکھے پتوں کی چرچراہٹ نے ہو کے عالم میں گھپ رات کو ایک خوفناک رنگ دے دیا تھا۔ وہ جو کوئی بھی تھا ذہانت سے بھرپور کالی آنکھیں ایک گھر کہ پر تعیش کمرے پر ٹکائے پراسرار سا مسکرایا۔کچھ دیر وہ اس کھڑکی کو دیکھتا رہا پھر ایک عجیب سی دھن بجاتے ہوئے رات کی تاریکی میں چھلاوے کی مانند اوجھل ہو گیا۔آسمان سے جھانکتا چاند پھر سے بادلوں کی اوٹ میں چھپ گیا جیسے وہ یہ منظر حفظ کرنے ہی نکلا تھا۔رات کی سیاہی قطرہ قطرہ بہتے ہوئے پھر سے کسی انہونی کی خبر دینے کی کوشش کرنے لگی.

"جب آنکھیں نفس کی پسندیدہ چیزیں دیکھنے لگیں تو دل انجام سے اندھا ہو جاتا ہے۔۔ (حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

نفس کیا ہے؟ یہ وہ سوال ہے جو ہر باشعور انسان کے دماغ میں کبھی نہ کبھی اُبھرا ہو گا۔ جواب کچھ نے تلاشا یاں سب نے یہ معنی نہیں رکھتا۔ نفس میری نظر میں ہماری خواہشات کا حصول ہے۔ نفس بذاتِ خود بری چیز نہیں ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی چیز نقصاندہ نہیں بنائی۔ نفس کی مختلف اقسام بھی ہوتی ہیں۔ چونک گئے نا؟ جی جی میں بھی شروعات میں تذبذب کا شکار رہا اور کافی حیران بھی۔ نفس کی پہلی قسم ہے نفسِ امارہ۔ نفسِ امارہ انسانی زندگی کی ارتقاء میں شامل ہے اور یہ ایسی قسم ہے جو برائی کی طرف راغب کرتی ہے یعنی شر پسند نفس۔ یہ ایسی قسم کا نفس ہے جسکی بدولت انسان کے دل و دماغ میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ برائی کر لو چھپ کر کر کی کونسا کوئی دیکھتا ہے۔ مگر ایک بات شعورِ انسان میں ہونی چاہیے کہ انسان ہر دروازہ تو بند کر سکتا ہے مگر اللہ عزّ و جلّ کی نظر ہر شہ پر ہے۔"

لیپ ٹاپ سکرین کی روشنی میں ایک بھوری پرکشش آنکھوں والا نوجوان چہرے پر پر سکون تاثرات لیے پوری انہماک سی شاید کوئی کالم وغیرہ لکھ رہا تھا۔ کھلتی گندمی رنگت، کھڑی ستواں ناک، عنابی لب، بھورے بال جو بہت اسٹائلش سے انداز میں ماتھے پر گرتے تھے۔ وہ

بلاشبہ ایک خوبصورت مرد تھا۔ دفعتاً اُسکی کھٹا کھٹ لکھتی لمبی اُنگلیاں تھم گئیں۔ اس نے اپنی گردن کو دائیں بائیں جنبش دی ایسا لگتا تھا وہ کافی دیر سے اس کالم پر محنت کر رہا تھا۔

"بابا جان مجھے نیند نہیں آلہی۔" ابھی وہ نوجوان آگے لکھنے کی تیاری پکڑ ہی رہا تھا کی اچانک اس کے پاس سے ایک میٹھی اور پیاری بچکانہ آواز ابھری۔

اس نے فوراً لیپ ٹاپ کو بند کیا اور اس بچے کے پاس چلا آیا۔

"کیوں نہیں نیند آرہی میرے شہزادے کو؟" نوجوان نے بچے سے سوال کیا۔

"پتا نہی بابا جانی۔ آپ مجھے تانی شنایں دے؟" وہ بچہ جسکی عمر لگ بھگ تین برس تھی چہرے پر مسکینیت طاری کرتے ہوئے بولا۔ وہ بچہ اپنے باپ کا پرتو تھا بس اُسکی آنکھوں کا رنگ شہد جیسا تھا۔

"ھادی بیٹا بابا کی جان رات کا ایک بج رہا ہے بابا کو کل جانا بھی ہے نا آپکو کہانی میں کل رات کو سنا دوں گا۔ سوری شہزادے۔" نوجوان نے بچے سے بھی زیادہ میسکینیت چہرے پر طاری کرتے کہا۔

"بابا آپ صبح مجھے شاتھ لے تل جائیں دے ولنا میں تل سے فوفو (پھپھو) شاتھ شو جاؤں دا۔" باہر جانے کا سن کر ھادی فوراً چمک کر بولا ساتھ ہی اپنے باپ کی دکھتی رگ کو بھی چھیڑا۔

Clubb of Quality Content!

"اچھا اچھالے جاؤں گا دھمکیاں تو نہ دو بیٹا۔"نوجوان نے ہاتھ اوپر اٹھا کر ڈرنے کی اداکاری کرتے کہا تو ھاد کھلکھلا کر ہنس دیا۔

"اوہ! بابا یو آر سو ڈرامیٹک اینڈ فنی۔"

(.Oh baba you are so dramatic and funny)

"ٹھہر جاؤ شریر بابا کو ایسے کہتے ہیں؟"نوجوان نے مصنوعی غصے سے استفسار کیا۔

"شوری بابا میں مجاک تر رہا تھا۔"ھاد نے جھٹ معصومیت سے معافی مانگی۔

"ارے میری جان میں بھی مذاق ہی کر رہا تھا۔اچھا چلو سو جاتے ہیں ورنہ صبح دیر ہو جائے گی۔ چلو شاباش۔"نوجوان نے ہنستے ہوئے ہدایت دی تو ھاد چُپ چاپ اس کے سینے پر لیٹ گیا۔

"بابا ھاد لوز یو شو مچ۔"

.Baba haad loves you so much

ھاد نے نیند سے بند ہوتی آنکھوں کو بمشکل کھولتے کہا۔

"آئی السو لو یو سو مچ بابا کی جان۔"

.I also love you so much baba ki jaan

Clubb of Quality Content!

نوجوان نے حماد کا سر چومتے ہوئے کہا اور اس کے بالوں میں اُنگلیاں چلاتے گہری سوچ میں گم ہو گیا۔ رات کی پھیلتی سیاہی اور کمرے کے در و دیوار نے افسوس سے اس نوجوان کو دیکھا جس کی آنکھوں سے نیند آج بھی کوسوں دور تھی.

"حدید اٹھ جاؤ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہی ہو گا۔" آسیہ بیگم نے کمرے میں داخل ہوتے کہا۔

"اٹھ گیا ہوں مما جان اور پلیز آہستہ بولیں آپکا لاڈلا جاگ گیا نا تو میرا جانا کینسل۔" حدید پاشا آسیہ بیگم کو بازو کے حصار میں لے کر کمرے سے باہر آیا اور آہستہ سے دروازہ بند کیا۔

آسیہ بیگم نے اپنے سامنے کھڑے چھ فٹ کے چوڑی جسامت والے مردانگی کے شاہکار اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھا جو اس وقت سیاہ ٹی شرٹ کے ساتھ خاکی جینز پہنے پیر سیاہ جوگرز میں مقید کیے کھڑا تھا۔

"تو تم لے کر چلے جاؤ نا اُسے، اذلان کی بھی کال آئی تھی کہ اگر آج حدید کے ساتھ حماد نہ آیا تو اسے کچھ نہ کہوں تمہیں مارنے پر۔" آسیہ بیگم نے آہستہ آواز میں کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مما مما مما میری پیاری بھولی بھالی مما میں جامعہ کا رہا ہوں پیکنک پر نہی۔" حدید نے بے بسی سے کہا۔

"بابا آپ چل میلے بدیر جالے ہیں نا۔" ابھی حدید اور کچھ بولتا کہ ھاد دروازہ کھولتے آنکھوں میں آنسو لیے بولا۔

"نہی میری جان بابا آپکو چھوڑ کر جاسکتے ہیں؟ اؤ آپکو تیار کروں." حدید تڑپ ہی تو گیا تھا اُسکے آنسو دیکھ کر تبھی فوراً سے بیشتر بولا۔

"شچی بابا۔" حدید کی بات سن کر ھاد آنسو صاف کر کے جلدی سے بولا۔

"جی بابا کی جان پچی۔" حدید نے ھاد کو گود میں اٹھایا اور اُسکی گال پر پیار کیا۔

دونوں باپ بیٹا کمرے کی طرف بڑھ گئے جبکہ آسیہ بیگم ھاد کی نوٹنکی دیکھ کر سر جھٹک کر ہنس دیں جو کمرے میں داخل ہونے سے قبل انہیں آنکھ مار گیا تھا وہ الگ بات تھی کہ آنکھ مارنے کے چکر میں اس نے دونوں آنکھیں جھپکائیں تھی۔

"تاتو آئی مسڈ یو سو چ۔" یونیورسٹی کے داخلی دروازے سے داخل ہونے کے بعد ھاد بھاگتا ہوا اذلان کی گود میں چڑھ گیا جو اُسے دیکھتے ساتھ ہی گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا۔

اذلان کا تعلق ایک پٹھان گھرانے سے تھا مگر اپنے والد شہیر خان کی لاہور منتقلی کی وجہ سے لاہوریوں کے رنگ میں رنگ گیا تھا۔ سرخ و سفید رنگت، سرمئی آنکھیں، چھ فٹ قد، کھڑی مغرور ناک۔ سُرخ پتلے لب۔ وہ حقیقتاً ایک خوبصورت پٹھان تھا، ابھی بھی وہ نیلی شرٹ اور نیلی ہی جینز میں ملبوس پیروں کو سفید جوگرز میں مقید کیے کھڑا تھا۔

"نوٹنکی کل تو ساتھ ڈنر کیا ہے ہم نے۔" اذلان نے ھاد کا گال کھینچتے شرارت سے کہا۔

"تاتو تل دزل دیا آج مس تیا ہے نا." ھاد نے اپنی توتلی زبان میں نرالی منطق پیش کی۔

جبکہ اذلان اس چھوٹے بچے کی حاضر جوابی پر کھل کر ہنس دیا۔ تبھی حدید داخلی دروازے سے داخل ہوا۔

"السلام علیکم۔" حدید سپاٹ چہرے سمیت بولا۔

"وعلیکم السلام! یہ منہ کیوں پھولا ہوا ہے جیسے باسی سالن ہو، تو تھکتا نہی ہے سڑ سڑ کر؟" اذلان نے حدید کی ٹانگ کھینچنے کی ناکام کوشش کی۔

"اب میں ہر وقت تمہاری طرح مراثی نہی بن سکتا نا۔" حدید نے بے تاثر چہرے کی ساتھ ھاد کو اذلان کی گود سے لیا اور اذلان کو بھگو بھگو کر ماری۔

"تاتو ملاسی ہیں۔" ھاد اذلان کی شکل دیکھتے ہوئے بولا اور کھلکھلا کر ہنس دیا۔

اذلان منہ بسور کر بولا: "معذرت لارڈ صاحب آپکی شان میں گستاخی کی ناقابلِ معاف غلطی کر دی ہے اور ھادبیٹا میں نے آپکی فیوریٹ چاکلیٹ خریدی تھی آپ کے لیے، اب بھول جاؤ۔"

"توئی بات نہی تاتو، بابا نے مجھے بوت سالی توتلیت لے تل دی ہیں۔" ھاد نے مزے سے چٹخارے لیتے ہوئے اذلان کو جواب دیا۔

"دونوں باپ بیٹا ایک جیسے ہو میں ہی گدھا ہوں جو تم لوگوں سے بات کر رہا ہوں۔" اذلان تپ کر بولا۔

"تاتو ڈونکی ہیں۔" ھاد نے معصومیت سے آنکھیں پٹ پٹا کر اذلان کو دیکھتے پھلجھڑی چھوڑی۔

جی ہاں اذلان دی گریٹ جو لوگوں کی زندگی حرام کرنے کہ ہنر رکھتے ہیں ان باپ بیٹے کے آگے بیچارے ذلیل ہو کر رہ جاتے۔

"میں جا رہا ہوں حدید دوبارہ بات نہی کروں گا کوئی عزت ہی نہی۔" اذلان نے آخر میں دھمکی کا سہارا لیا۔

"شوق سے جاؤ لیکن یہ دوبارہ بات نہ کرنے والی بات سٹیمپ پیپر پر لکھ کر دو۔" حدید نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"دفعہ ہو جاؤ۔" حدید کی بات سن کر اذلان چبا چبا کر بولا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"شکریہ!" حدید فوراً آگے کی طرف بڑھ گیا۔

حدید کی اس حرکت نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی۔۔اذلان پیچھے سوچتا رہ گیا کی کس دیوار میں سر مارے۔ان سب کی بیچ ھاد مسلسل ہنس رہا تھا۔

"کیا ہوا اذلان یہاں کیوں کھڑا ہے؟" حیدر جو ابھی ابھی داخلی دروازے سے داخل ہوا تھا اذلان سے پوچھ بیٹھا۔پانچ فٹ گیارہ انچ قد، صاف رنگت اور ہیزل آنکھیں والا حیدر سفید شرٹ کے ساتھ کالی جینز پہنے پیر سفید ہی جو گرز میں مقید کیے اذلان طرف چلا آیا۔

"ہونا کیا ہے، وہ اُلو کا پٹھا حدید۔یار کیا چیز ہے وہ میرا دل کر رہا ہے اپنا سر دیوار میں مار لوں۔" اذلان لال بھبھو کا چہرہ لیے بولا۔

"ہاہاہاہاہاہا سریسلی، اذلان پلیز مار لو۔ویسے تمہیں حدیڑچی قابو کر سکتا ہے." حیدر نے اذلان کی حالت سے حظ اٹھاتے کہا۔

"در فٹے منہ" اذلان نے دونوں ہاتھوں سے حیدر کو غیرت کا تھپڑ لگایا۔

"اچھا آج ھاد آیا ہے۔" اچانک کچھ یاد آنے پر اذلان نے جیسے ہی بولا حیدر اُسے اکیلا کھڑا چھوڑ کر فوراً جامعہ میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بھاگ گیا۔

"چل بیٹا اذلان تیری کوئی عزت نہیں تو خود ہی چلا جا پیچھے." اذلان نے خود کلامی کرتے ہوئے اپنا کندھا تھپتھپایا اور سیٹی کی دھن بجاتے کلاس کا رخ کیا۔

نادلز کلب
Clubb of Quality Content

"السلام علیکم ممی۔ کسی ہیں آپ؟ ھاد کہاں ہے؟ نظر نہی آرہا" ہدیل جو ابھی اپنے کمرے سے نکلی تھی سیڑھیاں اُترتے ہوئے آسیہ بیگم سے پوچھنے لگی۔ پانچ فٹ سات انچ قد، گوری رنگت، کالی آنکھوں پر خمدار پلکوں والی وہ لڑکی دکھنے میں معصوم سی گڑیا سی لگتی تھی ،اس وقت کالی سفید قمیض کی ساتھ کالا پلازو پہنے سیاہ رنگ کا سٹالر گلے میں لپیٹے ہوئے نہایت پیاری لگ رہی تھی آج یونیورسٹی سے چھٹی کرنے کی وجہ سے وہ گھر پر ہی تھی۔

"لیلیٰ آرہی ہے آج. "آسیہ بیگم نے آنکھوں میں حزن لیے بے تاثر چہرے سمیت ہدیل کو دیکھا جس کی حالت ایسی جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہی۔

"ممّی حدید کو پتا ہے؟" تھوڑی دیر بعد ہدیل نے خود کو سنبھال کر کھڑے کھڑے ہی سوال داغا۔

"نہی، اگر اُسے پتا لگا تو ایک کہرام مچ جائے گا۔" آسیہ بیگم خوف سے بولیں۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ نہی ہونا چاہیے تھا ممّی، یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔اب کیا ہوگا؟ وہ لڑکی جو کچھ بھی کر چکی ہے ناحدید بھائی اُسے دیکھتے ہی جان سے مار دیں گے۔" ہدیل آسیہ بیگم کے پاس ہی صوفے پر سر ہاتھوں میں گرائے ڈھے سی گئی۔

اتنی مشکل سے تو اسکا بھائی سنمبھلا تھا۔

"ہدیل اس دفعہ وہ ھاد کی کسٹڈی لینے کی نیت سے آرہی ہے. وہ میرا بیٹا نگل جائے گی جیسے وہ پہلے کر گئی تھی۔اللہ میری مدد کر اور غم سہنے کی طاقت نہی ہے مجھ میں۔" آسیہ بیگم کی حالت اس وقت بہت خراب تھی ماضی کی واقعات انہیں گہری اذیت میں مبتلا کر رہے تھے جبکہ ہدیل کی حالت بھی مختلف نہ تھی۔

"مما میں اذلان کو کال کر رہی ہوں ان کو کہہ دوں گی کہ آج بھائی اور ھاد کو اپنی طرف روک لیں، آپ اٹھائیں خانساماں سے مہمان کی خاطر مدارت کا سامان تیار کروالیں۔ جتنی جلدی ہو سکے اس بلا کو ٹال دیں۔" کچھ دیر بعد ہدیل ایک ترکیب سوچ کر بولی اور اٹھ کر میز پر پڑا اپنا فون اٹھایا۔

ہدیل نے اذلان کو کال ملائی جو کہ تیسری بیل پر اٹھالی گئی۔دوسری طرف اذلان جو کلاس کی طرف جارہا تھا موبائل پر ہدیل کی کال دیکھ کر حیرت کی زیادتی سے سامنے والے سٹوڈنٹ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

"زہے نصیب زہے نصیب، آج تو زوجہ محترمہ نے خود کال کی ہے چلیں دیر آئے درست آئے۔بتائیں اس ناچیز کی یاد آرہی تھی نا؟"اذلان نے کال اٹھا کر فون کان سے لگایا اور شرارت سے بولا۔

"اذلان آج لیلیٰ آرہی ہے."ہدیل کے بتانے پر اذلان ایک لمحے کو ساکت ہو گیا مگر دوسرے ہی لمحے جب بولا تو آواز قدرے سنجیدہ تھی۔

"آج کی رات حدید اور ھادمیری طرف رکیں گے آنٹی کو بتادینا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"تھینک یو سوچ اذلان تم نے میری بہت بڑی مشکل حل کر دی۔"ہدیل مشکور انداز میں بولی۔

"غیروں جیسے باتیں مت کرو وہ میرے بھی کچھ لگتے ہیں اور ہاں فکر نہ کرو جلد گھر چکر لگاؤں گا آئی نو تم مجھے مس کر رہی ہو۔"اذلان شہیر خان اور زیادہ دیر تک سنجیدہ ہو جائے ناممکن۔

"اوہ ہیلو یو نو واٹ تم ایک نمبر کے گدھے ہو مجھے بات ہی نہی کرنی تم سے اور ہاں اب گھراؤ ذرا تم، گھسنے نہی دوں گی تمہیں ذلیل انسان۔"ہدیل جو اذلان کی پہلی بات سن کر پر سکون ہو گی تھی آخری بات سن کر اچھا خاصا تپ گی تبھی چبا چبا کر بولی اور کھٹاک سے فون بند کر دیا جبکہ پیچھے اذلان ہیلو ہیلو ہی کرتا رہ گیا۔

"اذلان بیٹا تیری واقعی کوئی عزت نہی. چل جلدی کلاس میں اس سے پہلے پروفیسر انیس پہنچ جائیں انہوں نے بھی لحاظ نہی کرنا۔" اذلان گندا سا منہ بنا کر پھر سے کلاس کی طرف بڑھ گیا۔

السلام علیکم! کیسے ہیں پاپا؟" ہالہ نے سیڑھیاں اُترتے ہوئے اپنے والد زیان صاحب سے" ، پوچھا جو لاؤنج میں صوفے پر بیٹھے اخبار کے مطالعے میں مصروف تھے۔ پانچ فٹ آٹھ انچ قد سیدھے کالے بال جو کمر تک اتے تھے، کالی آنکھوں پر لمبی مری ہوئی پلکیں،۔ پھولے پھولے گال، پتلے سُرخ ہونٹ، گندمی رنگت والی ہالہ اپنے والد زیان آفندی کی جان تھی۔

وعلیکم اسلام بیٹا۔ الحمدُ اللہ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ ناشتہ بنا دیا تھا بوا نے ٹیبل پر لگانے سے" میں نے منع کر دیا تھا کہ جب تم آؤ گی تو کر لیں گے۔" زیان صاحب ہالہ کو دیکھتے ہوئے بولے جو اس وقت میرون رنگ کی لمبی قمیض کے ساتھ بلیک پلازو پہنے سر پر میرون اور کالے رنگ کے امتزاج کا حجاب کیے کہیں جانے کو تیار کھڑی تھی۔

اوہ! اچھا کیا میں ٹیبل سیٹ کرتی ہوں پھر بریک فاسٹ کرتے ہیں مل کر۔" زیان صاحب" کی بات سن کر ہالہ نے اُنکے ماتھے پر بوسہ دیا اور کچن کی طرف چلی گئی۔

زیان صاحب ہالہ کی بات سن کر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے پھر سے اخبار کے مطالعے میں مصروف ہو گئے۔

ہالہ زیان آفندی، زیان آفندی کی اکلوتی اولاد تھی۔ہالہ کی والدہ کا انتقال اُسکے بچپن ہی میں ہو گیا تھا۔زیان صاحب نے ایک مصروف بزنس مین ہونے کہ باوجود ہالہ کو ماں باپ دونوں بن کر پالا تھا۔

ہالہ کا آج یونیورسٹی میں بطور پروفیسر پہلا دن تھا۔پچیس سالہ ہالہ اپنے والد کے دوست پروفیسر انیس کی گزارش پر ان کی جگہ کچھ مدت تک کے لیے پڑھانے پر رضامند ہو گئی تھی کیونکہ انیس صاحب کو کچھ وجوہات کی بنا پر دو ماہ کی لیے بیرونِ ملک جانا پڑھ رہا تھا۔

—

اوئے حدید تیرا منہ کیوں پھولا ہوا ہے؟ کوئی دوسری تیسری دفعہ پوچھ رہا ہوں میں پر تو ہے کہ منہ میں ایلفی ڈالے بیٹھا ہے۔" اذلان کلاس میں داخل ہوا تو حدید کی شکل دیکھ کر تپ کر بولا۔

"تاتو میلے بابا شاتھ میز (تمیز) سے بات ترو۔" ھاد اذلان کو غصّہ دکھاتے ہوئے جلدی سے بولا۔

"ورنہ کیا کرے گا نوٹنکی؟" اذلان نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ھاد کو چھیڑا۔

"ولنہ میں آپ تی ملت (مرمّت) تروں دا۔ بابا تہتے ہیں زان تا تو کو ملت کی دولت (ضرورت) ہے۔" ھاد ہوا میں مکا لہراتے ہوئے جوش سے بولا۔ اذلان کا تو منہ پورا کھل گیا تھا اس کی بات سن کر۔ حیدر کا چھت پھاڑ جناتی قہقہ پوری کلاس میں گونجا تھا سب نے پیچھے مڑ کر انہیں دیکھا جبکہ حدید اس سب میں پہلی مرتبہ منہ جھکا کر مُبہم سا مسکرایا۔

حدید ریان پاشا جو کبھی کبھی ہی مسکرایا کرتا تھا آج پھر اپنے شہزادے ھاد کی وجہ سے ہنس دیا تھا۔ حدید، اذلان اور حیدر بچپن کے دوست تھے۔ تئیس سالہ حدید ماضی کے بیس سالہ حدید سے قطعی مختلف تھا۔ اس کی شوخ مزاجی تو جیسے گہری نیند سو چکی تھی۔

وہ ہنسی مذاق اور شرارتیں صرف ھاد کے ساتھ ہی کرتا تھا۔

ویسے تو اذلان کے ساتھ بیٹھ کر، اُسکی حرکتوں پر اکثر حدید مسکرا دیتا تھا کیونکہ اذلان کا کہنا تھا کہ حدید کی مسکراہٹ اتنی حسین ہوتی ہے کہ اگر اذلان لڑکی ہوتا تو کب کا حدید کو اغوا کر کے نکاح کر چکا ہوتا۔

ابھی بھی حدید کے سپاٹ چہرے (اذلان کے مطابق پھولے منہ) کی وجہ پروفیسر انیس کی اچانک چھٹیوں کی خبر تھی۔ پروفیسر انیس حدید کے اکاؤنٹنٹ کے استاد تھے اور اُسکے والد کے دوست بھی۔ حدید پروفیسر انیس کا فرماں بردار شاگرد ہونے کے ساتھ ساتھ محبوب بھانجا بھی تھا۔ پروفیسر انیس کو حدید اپنے بیٹوں کی طرح عزیز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے جانے کا سن کر حدید کا چہرہ ہر قسم کے تاثرات سے پاک تھا۔

"حدید بول بھی دے کیا ہو گیا ہے۔" اب کی بار اذلان منّت کرنے والے انداز میں بولا۔

"کچھ نہی بس ماموں انیس چھٹیوں پر جا چکے ہیں تقریباً دو ماہ کے لیے." حدید نے بالآخر بلی تھیلے سے باہر نکال ہی دی۔

Clubb of Quality Content

"نہ کرے ایسا کیسے ہو سکتا ہے، وے حدید مجھے تو آدھا سلیبس بھی نہی آتا میں تو پکا لاڑنے والا ہُوں آخری سیمسٹر میں۔" حدید کی بات سن کر اذلان اپنی جگہ سے اچھل پڑا اور صدمے سے چیخا۔

"ایسا ہو گیا ہے اور سنا ہے پروفیسر انیس کی جگہ جو پروفیسر آ رہی ہیں نا وہ کافی ینگ ہیں یعنی نو ٹیچنگ ایکسپیرینس۔" حیدر نے اذلان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ہمدردی سے کہا جبکہ انداز صاف چڑانے والا تھا۔

"اگر پہلی دفعہ پڑھا رہی ہیں تو جامعہ پنجاب لاہور میں انکو ٹیچر کس نے لگوایا ہے؟" اذلان صدمے سے بولا۔

Clubb of Quality Content!

سارا سارا سال عیش کرنے کے بعد آخری ہفتے پروفیسر انیس سے پڑھنے والے اذلان کو تو جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔

"سنا ہے پروفیسر انیس کی جاننے والی ہیں تبھی آئی ہیں۔" حیدر نے اذلان کی حالت کے مزے لیتے ہوئے کہا جبکہ اس سب کے بیچ حدید اور ھادا اپنے راز و نیاز میں مصروف دنیا جہاں سے بے خبر تھے۔

اچانک حدید کا موبائل بج اٹھا تو وہ ھاد کو اذلان کی گود میں بٹھاتے وہاں سے معذرت کر کے اٹھا۔

"السلام علیکم سٹوڈنٹس اٹس می یور نیو اکاؤنٹنٹ ٹیچر مس ہالہ زیان آفندی۔ آئی ایم ہیئر ان ایکسچینج آف یور پروفیسر انیس۔" اچانک ہالہ کلاس میں داخل ہو کر اسٹیج پر پہنچ کر ڈائس کے قریب کھڑی ہو کر بولی۔

"وعلیکم السلام۔ ویلکم میم" کلاس کے سب بچوں نے ہالہ کا پرتپاک استقبال کیا۔

ہالہ نے پورے کمرے پر طائرانہ نظر دوڑائی اور ھاد پر پہنچتے ہی اُسکی نظروں میں ایک چمک اُبھری۔ چہرے کے تاثرات پر قابو پا کر وہ ھاد کے قریب پہنچی جو بار بار کلاس سے باہر دیکھتے ہوئے حدید کو تلاش رہا تھا۔

ہو آر یو؟ مجھے نہی لگتا کہ بچے کلاس میں الاؤڈ ہیں۔ اور آپ سٹوڈنٹ تو نہی ہیں آئی ایم شیور۔" ہالہ نے ھاد کو اذلان کی گود سے اتارا اور نیچے کھڑا کر کے سخت لہجے میں پوچھا۔

ھاد پہلے تو اُسے دیکھتا رہا پھر ایک دم رونے لگا۔ حدید جو ابھی ابھی کال سن کر دوبارہ کلاس میں داخل ہوا تھا ھاد پر نظر پڑتے ہی تیر کی تیزی سے اس تک پہنچا۔

ھاد کو گود میں اٹھا کر وہ زندگی میں دوسری دفعہ ایک لڑکی پر چیخا تھا۔

"آپکی ہمت کیسے ہوئے میرے بیٹے سے اس طرح بات کرنے کی۔بچوں سے بات کرنے کا سلیقہ نہی آتا آپکو۔دیکھیں کتنی بری طرح رو رہا ہے وہ۔"

حدید کا غصّہ دیکھ کر ھاد اور زور سے رونے لگا۔اس نے آج پہلی مرتبہ اپنے باپ کو غصے میں دیکھا تھا۔

حدید کے جانے کے بعد ھاد تھوڑا تھوڑا ڈر گیا تھا اور پھر اچانک ہالہ کی حرکت پر وہ ڈر کر رونے لگا تھا۔

حدید کی بات سن کر ساری کلاس کو سانپ سونگھ گیا۔پہلی مرتبہ حدید کو غصے میں دیکھ کر ساری کلاس ہی دم سادھے اُسے اور ہالہ کو دیکھ رہی تھی۔

ہالہ تو ابھی تک اچانک ہوئی اُفتاد پر حقا بقا تھی۔

"حدید وہ ہماری نیو پروفیسر ہے۔"اذلان جو حدید کے پیچھے کھڑا تھا منمنایا۔

"پروفیسر مائی فٹ۔"حدید دوبارہ غصے سے چیخا اور کلاس سے باہر چلا گیا اس بیچ ھاد رونا تو بند کر چکا تھا مگر سسکیاں لے رہا تھا۔

۔

"اوہ مائی گاڈ! یہ تو پہلے سے بھی حسین ہو گیا ہے۔" لیلیٰ جو ابھی گاڑی سے اُتری تھی پاشا ہاؤس کو دیکھتے ہوئے سراہے بنا نہ رہ سکی۔

کندھوں تک آتے گولڈن بال، گوری رنگت پر میک اپ کی تہہ لگائے اٹھائیس سالہ لیلیٰ پھر سے اس گھر کے مکینوں کا سکون برباد کرنے آئی تھی۔

"ظہیر ابدال سلطان ماننا پڑے گا تمہارا دماغ واقعی گھٹیا ہے۔" لیلیٰ مکروہ ہنسی ہنستے ہوئے بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"اب یہ بتاؤ آگے کا پلان کیا ہے؟" لیلیٰ نے فون کے پار اپنے شوہر ظہیر ابدال سلطان سے پوچھا۔

جاری ہے۔

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

Clubb of Quality Content!

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: